OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 1,Jan -June 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.01.0051 , PP: 87-97

اسلام میں مذہبی رواداری کا تصور اور غیر مسلموں کے حقوق

Concept of Religious Tolerance and the Rights of non-Muslims in Islam

Published: 10-07-2020
Accepted: 26-05-2020
Received: 25-04-2020

Muhammad Zahid
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: muftizahidbtm@gmail.com

Shakil Ahmad
Ph.D Scholar, AIOU Islamabad
Email: shakilahmed256.sa@gmail.com

Abstract

Due to the fact that the modern world is a global village, relations between the followers of different religions have become inevitable. Because of the difference of opinion and hatred among the followers of Semitic and non-sematic religions, it is necessary to establish good relations with each other by staying within the realm of one's own religion. The efforts made in this context are so far ineffective due to the support of the world powers and the distorted image of Islam. Due to the ignorance from the real spirit of Islam made the world afraid of it. Therefore, there is a need to clarify the true teachings of Islamic while explaining the rights of non-Muslims in Islam, the generosity and pacifism of Islam for other religions. So that the Muslims understand and act upon it to make the true face of Islam clear in front of world communities. This will establish an atmosphere of peace and security and it is always easy to live in peace and security.

Key words: *Islam, Religious Tolerance, Rights of Non-Muslims*

تمہید:

دین اسلام امن و سلامتی، عدل و انصاف،اعتدال و میانہ روی، عفو و در گزر اور رواداری و عدم تشدد کا مذہب ہے۔ اس کو انتہاء پسندی یا دہشت گردی کی طرف منسوب کرنا کفار اور اہل باطل کا وہ بدترین سازش ہے جس کی ابتدء مشرکین مکہ اور یہود مدینہ نے کی۔ اطراف عالم سے بلال حبشی ،سلمان فارسی اوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے درویش صفت لوگوں نے آکر دربار نبوت سے وہ کسب فیض کیا جس کی روشنی آج بھی ہر مسلمان محسوس کرتا ہے جبکہ بنو نظیر اور بنو قریظہ کے لوگ اس خیر سے محروم رہے، آج بھی ان کے روحانی پیشواہ اسی طریقہ کو اپنا کر مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کے لیے ایڑی چوٹی

CC BY

کا زور لگا رہے ہیں بد قسمتی سے آج کل عالمی میڈیا بھی یہودی و نصرانی لابی کے ہاتھوں میں پل رہا ہے۔ اور وہ دین اسلام کو اس کی اصل تعلیمات کے برعکس پیش کر رہی ہے تاہم یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایک وقت بھی گزرا ہے کہ جب اسلام اور مسلمان دونوں کا ایک ہی مفہوم لیا جاتا تھا یعنی جو کچھ اسلام تھا اسی کے مطابق مسلمانوں کا عمل تھا، یہی وجہ تھی کہ اسلام کا چرچا تھا، اسلام سربلندی اور ترقی کی منزلیں طے کر رہا تھا، لوگ اسلام اور مسلمانوں کو اچھا دین اور اچھے پیروکار سمجھتے تھے۔ اب اسلام اور مسلمان دونوں کا مفہوم الگ الگ ہو گیا ہے یعنی اسلام کی تعلیمات اور مسلمان کے عمل و کردار میں ایک واضح فرق بلکہ تضاد سامنے آیا ہے۔ مسلمانوں کا اپنا رویہ لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے لیے رکاوٹ بن چکا ہے، مسلمان مسلمان کے گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔ دنیائے کفر متحد ہے اور عالم اسلام افتراق و انتشار کا شکار ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کو عام کیا جائے اور اس کو بار بار پڑھا اور سوچا جائے۔ اور پھر اس کو عمل میں لایا جائے مگر یہ دنیا صرف مسلمانوں سے آباد نہیں یہاں کی بہاریں صرف مسلمانوں سے قائم نہیں بلکہ دیگر اہل مذاہب بھی اس کا لازمی حصہ ہے۔ اب ساری دنیا ایک عالمی گاؤں (Global Village) کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ مختلف مذاہب، اقوام اور ممالک والے ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ عالمی برادری کو بھی اپنی سوچ و فکر اور عمل و کردار پر نظر دوڑانی پڑے گی۔ یورپ اور امریکہ کے دانشوروں اور اربابِ اختیار کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کا حوصلہ و برداشت پیدا کریں۔ وہ تعصب کا چشمہ اتار کر ہادئ اعظم، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عملی زندگی کا منصفانہ مطالعہ کریں۔ اور پھر تاریخ انسانیت کے تمام مصلحین سے اسلامی حقیقی زندگی کا تقابل کر کے اس کی آفاقی، ہمہ گیر اور عدیم النظیر حیثیت کو تسلیم کر لیں۔ وہ اس حقیقت کو بھی تسلیم کر لیں کہ اسلام اور مسلمان روئے زمین کی ایک عظیم قوت ہیں۔ ان کو صفحۂ ہستی سے نہیں مٹایا جا سکتا۔ ان کے ساتھ ٹکر لینے کی بجائے وہ اصولِ "پُرامن بقاءِ باہمی" (Peaceful Mutual Co-existence) کے راستے اور ذرائع تلاش کریں۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہوگا اور سلامتی و خوشحالی آئے گی۔ لیکن اگر وہ سیاسی، مذہبی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے امت مسلمہ کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کرنے اور ان کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے تانے بانے پروئیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہوگی اور اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔

مسلمانوں کی دین اور شریعت لازمی جز اور حصہ "پُرامن بقاءِ باہمی" (Peaceful Mutual Co-existence) ہے، الحمدللہ مسلمان کافی حد تک اس اصول پر کاربند ہے۔ انسانی معاشرے کے قیام میں رواداری کا اہم کردار ہے رواداری کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے عقیدہ مذہب جذبات خیالات اور احساسات کا احترام کیا جائے، اپنے عقائد خیالات اور نظریات دوسروں پر مسلط کرنے کے بجائے دوسروں کی رائے بھی سنی جائے۔ اسلام میں زبردستی کی گنجائش نہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ [1] دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ [2]

ٹی ڈبلیو آرنلڈ "The Preaching of Islam" میں لکھتے ہے:

"کوئی مذہب اسلام کی طرح روادار اور صلح کل نہیں ملے گا جس نے دوسروں کو اس طرح مذہبی آزادی دی ہو۔

رواداری مسلمانوں کی طبیعت کا ایک محکم خاصہ اور مکمل مذہبی آزادی ان کے مذہب کا دستور العمل رہا ہے [3]۔"

اسلام کی رواداری کا ایک زندہ ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے وہ اپنے اسلام پر دل و جان سے قائم و دائم رہے اور موت تک اسلامی تعلیمات کو حرز جان بنا رکھا۔ وقار احمد "غزوات سرورِ عالم ﷺ" میں لکھتے ہیں:

"اسے آپ ﷺ کی قیادت کا اعجاز نہیں تو اور کیا کہا جائے کہ سوائے خیبر (یہود) کے جس شہر اور جس قبیلہ کو آپ ﷺ نے فتح کیا وہ دل سے جان نثار اور معتقد بن گئے۔ یہ یقینا اس لئے تھا کہ اسلام کی جنگیں ان کے قتل و غارت کیلئے نہیں بلکہ ہدایت وفلاح کیلئے ہوتی تھیں۔ اور آپ ﷺ ہر فاتح کی طرح حریف کے درپئے آزار ہونے کے بجائے ان کے ہمدرد ہوتے تھے[4]۔"

برطانوی مصنفہ کرن آرمسٹرانگ نے سیرت طیبہ پر ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے۔ وہ اپنی کتاب "Muhammad a Western Attempt to Understanding Islam" میں اس تاریخی اور ناقابلِ تردید حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"Muhammad...Founded a Religion and a Tradition that was not based cultural on the sword. Despite the western myth And whose name Islam, signifies peace and reconciliation[5]"

ترجمہ: "محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہ تھی۔ مغربی پروپیگنڈے اور افسانہ کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔"

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب بھی کوئی تحریک یا نظریہ دنیا میں پھیلا تو تلوار کی پشت پناہی اسے حاصل رہی۔ تلوار، ظلم اور جبر کے بغیر کوئی تحریک اور نظریہ دنیا میں غالب نہ ہو سکا، تاہم تاریخ انسانیت اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام بغیر کسی ظلم و جبر اور تلوار کے پھیلا۔ محسن انسانیت ﷺ نے آ کر جنگی اصول مقرر کیئے۔ ان اصول میں سے ایک بہت اہم اصول یہ بھی تھا کہ جنگ کے دوران عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے غیر مسلموں کے عبادت گاہوں، فصلوں کو نقصان پہنچانے اور دشمنوں کے مثلہ کرنے سے منع فرمایا[6]۔

اسی مضمون کو ڈاکٹر خالد علوی نے بھی اپنے کتاب "انسانِ کامل" میں لکھا ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہے:

"خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب فوجیں شام کی طرف روانہ کیں تو ان کو دس ہدایات دیں۔ وہ ہدایات اسلامی تعلیماتِ جنگ کا ملخص ہیں۔ وہ ہدایات یہ ہیں:

(۱) عورتیں، بچے اور بوڑھے قتل نہ کئے جائیں۔ (۲) مثلہ (اعضاء کا کاٹنا) نہ کیا جائے (۳) راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کی عبادت گاہیں مسمار کی جائیں۔ (۴) کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔ (۵) آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔ (۶) جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔ (۷) بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔ (۸) جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان و مال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا کیا جاتا ہے۔ (۹) اموالِ غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔ (۱۰) جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے[7]۔"

دوسرے مقام پر ڈاکٹر خالد علوی نے آپ ﷺ کے جنگی اصول کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"محاربین (Belligerents) کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک اہل قتال (Combatants) اور دوسرے غیر اہل قتال (Non- Combatants) اہل قتال وہ ہیں جو عملاً جنگ میں حصہ لیتے ہیں یا عقلاً و عرفاً حصہ لینے کی قدرت رکھتے ہیں یعنی جوان مرد۔ اور غیر اہل قتال وہ ہیں جو عقلاً و عرفاً جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے یا عموماً نہیں لیا کرتے مثلاً عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، زخمی، اندھے، مقطوع الاعضاء، مجنون، سیاح، خانقاہ نشین، زاہد، معبدوں اور مندروں کے مجاور اور ایسے ہی دوسرے بے ضرر لوگ۔ اسلام نے (دورانِ جنگ) طبقۂ اول کے

لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور طبقۂ دوم کے لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔"[8]

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ اور رواداری میں رقمطراز ہیں:

"627ء میں پیغمبر اسلام ﷺ نے سینٹ کیتھرائن متصل کوہِ سینا کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ:

(۱) عیسائیوں کے گرجاؤں، راہبوں کے مکانوں اور نیز زیارت گاہوں کو ان کے دشمن سے بچائیں۔

(۲) تمام مضر اور تکلیف رساں چیزوں سے پوری طور پر ان کی حفاظت کریں۔ (۳) ان پر بے جا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

(۳) ان پر بے جا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

(۴) کسی کو اپنی حدود سے خارج نہ کیا جائے۔

(۵) کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

(۶) کسی راہب کو اپنی خانقاہ سے نہ نکالا جائے۔

(۷) کسی زائر کو اپنی زیارت سے نہ روکا جائے۔

(۸) مسلمانوں کے مکان اور مسجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں۔"

اگر حقوق کی بات کی جائے تو اسلام نے وہ تمام حقوق جو کسی مسلمان کو میسر ہے وہ غیر مسلموں کو بھی دیے ہیں ذیل میں چند اہم حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

جان کی حفاظت کا حق:

اسلام میں بنیادی حق جان کا تحفظ ہے چنانچہ اس سے متعلق نبی کریم ﷺ نے مسلم اور غیر مسلم دونوں کے خون کو برابر قرار دیا جتنی دیت کسی مسلمان کے قتل ہونے پر ادا کی جاتی ہے وہی مقدار غیر مسلم کی دیت سے متعلق بھی مقرر فرمائی چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: دِيَةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ،[9] ترجمہ: یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شام کے راستہ سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ چند لوگوں کو سخت دھوت میں کھڑا کرکے ان کے سروں پر تیل انڈیلا جارہا ہے، آپ کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ انہوں نے اپنا مقررہ جزیہ ادا نہیں کیا، اور یہ ان کو سزا دی جارہی ہے۔۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: لوگوں کو عذاب مت دو! جو لوگ دنیا میں لوگوں کو (ناحق) سزائیں دیتے ہیں، اللہ تعالی ان کو قیامت کے روز سزا دے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو چھوڑا گیا[10] جان کے تحفظ میں ایک مسلمان اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں دونوں کی جان کا یکساں تحفظ واحترام تحفظ اور انہیں ہر قسم کی ظلم وزیادتی سے محفوظ رکھنے کا تصور اسلام ہی دیتا ہے

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"[11]

جو کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا، جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے اقلیتوں کی جان کے تحفظ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ایک مسلمان جو کے اعمال صالحہ پر پابند ہونے کی بنا پر جنت کا مستحق بھی ہے اگر اس مسلمان نے کسی غیر مسلم اقلیت کے فرد کو ناحق قتل کر دیا تو نا صرف وہ جنت سے محروم ہو گا بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک سفر کرنے کے بعد جو مقام آئے گا وہاں تک پہنچتی ہے اس سے مراد کے جنت کی خوشبو بہت دور تک آ رہی ہو گی لیکن معاہد کو قتل کرنے والا مسلمان اس کو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

اہل وعیال، عزت اور مال کی حفاظت کا حق:

اسلام نے جس طرح ایک عام شہری مسلمان کے اہل وعیال، عزت اور مال کی حفاظت کو لازم قرار دیا ہے اسی طرح غیر مسلموں کے اہل وعیال، عزت اور مال کی حفاظت کو بھی نیکی قرار دیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

" عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[12]

حضور ﷺ سے روایت ہے کہ جو مسلمان کسی ذمی شخص پر ظلم کرے گا یا اس کے حق میں کمی کرے گا یا اس ذمی کی طاقت سے زیادہ اس کو تکلیف پہنچائے گا یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے گا تو میں ایسے شخص کے خلاف لڑوں گا۔

حضور ﷺ کے فرمان کی روشنی میں یہ بات اخذ ہوتی ہے کے فلاحی ریاست میں اقلیتوں پر کسی قسم کے ظلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی شخص معاہد کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دے یا اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرے تو ریاست کی نظر میں وہ سزا کا مستحق ہو گا دنیا تو دنیا حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ قیامت کے دن اس معاہد کی طرف سے اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے اور غیر مسلم اقلیت کے فرد کو اس کا حق دلائیں گے۔

غیر مسلم اقلیتوں کو مسلمانوں کی طرح خرید و فروخت اور دوسرے تمام ذرائع معاش اختیار کرنے کے حقوق حاصل ہوتے ہیں اس کے علاوہ انھیں اپنی املاک میں تصرف کرنے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر کسی ذمی کے ذمے جزیہ کی رقم واجب الادا تھی اور وہ مر گیا تو اس کو ترکہ سے وصول نہیں کیا جائے گا اور اس کے ورثہ پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا کہ وہ جزیہ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا"[13]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبر دار معاہدین کے اموال حق کے بغیر حلال نہیں ہیں۔

فلاحی ریاست اس بات کو یقینی بناتی ہے کے معاہدین کے مال میں کسی بھی فرد کو ناحق تصرف کا اختیار نہ ہو کوئی شخص بھی غیر مسلم اقلیتوں کے اموال میں تصرف نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے اموال کی بھی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح اپنے

اموال کی کوئی کرتا ہے جس طرح مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے مال میں بغیر اجازت تصرف نہیں کر سکتا اسی طرح غیر مسلم کے مال میں بھی تصرف جائز نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ قرافی لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص ان کو (غیر مسلموں کو) اذیت دینے کے درپے ہو تو غائبانہ طور پر ان کے اموال، عیال اور عزتوں کو تحفظ دینا ان کے ساتھ نیکی کرنے کے مترادف ہے۔"[14]

مسلمانوں کی طرح ذمیوں کے مال و جائیداد کا تحفظ کرتی ہے انھیں حق ملکیت سے بے دخل نہیں کرتی ہے ان کی زمینوں پر ریاست زبردستی قبضہ نہیں کرتی حتیٰ کے اگر وہ جزیہ نہ دیں تو اس کے عوض بھی ان کی املاک کو نیلام وغیرہ نہیں کرے گی۔ بلکہ اگر اقلیتوں سے ان کی مرضی کے بغیر کوئی چیز لی جائے گی تو حضور ﷺ سے اس کے بارے میں وعید نقل ہے۔

عبادت گاہوں کی تعمیر کا حق:

حضرت عمرؓ کی حمیت اور غیرت اسلامی سے کون ناواقف ہوگا بڑے بڑے سپر پاور بھی آپ کا نام سن کر کانپتے تھے لیکن جب مسلمانوں نے پہلی مرتبہ بیت المقدس کو فتح کیا ۱۶ھ میں تو حضرت عمرؓ نے انتہائی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں کے غیر مسلم باشندوں کو ایک امان نامہ لکھا کر دیا تو جس کا مضمون درج ذیل ہیں:

"یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیاء کے لوگوں کو دیا۔ یہ امان ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام اہل مذاہب کیلئے ہے۔ ان کے گرجوں میں نہ سکونت اختیار کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے۔ اور نہ ان کو اور ان کے احاطوں کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ نہ مذہب کے معاملہ میں ان پر جبر کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا[15]۔"

خیر خواہی کا حق:

اسلام نے ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ خیر خواہی اور ان کو اخروی سعادت پہنچانے کا حکم دیا ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ﴾[16]

علامہ قرافی لکھتے ہیں:

"اقلیتوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینا تاکہ اہل سعادت میں سے شامل ہو جائیں اور ان کے تمام دینی اور دنیوی معاملات میں خیر خواہی کرنا نیکی میں شامل ہے۔"[17]

مذہب اور عقیدے کی آزادی کا حق:

اسلام نے غیر مسلموں کو اپنے مذہب سے متعلق انجام دینے والے مذہبی رسوم اور عقیدے پر برقرار رکھنے کا اس طرح حکم دیا ہے کہ اگر وہ اپنے مخصوص ایام میں کوئی مذہبی تہوار منانا چاہے تو ان کو نہ روکا جائے اور مذہبی امور سرانجام دینے میں ان کو اذیت سے گریز کیا جائے چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلاَ يُمْنَعُوْنَ مِنْ ضَرْبِ النَّوَاقِيْسِ اِلاَّ فِيْ أَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ وَلاَ مِنْ اِخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِيْ يَوْمِ عِيْدِہِمْ[18]

ترجمہ: غیر مسلموں کو ناقوس بجانے سے منع نہ کیا جائے سوائے اوقات نماز کے، اسی طرح عید کے روز صلیب

نکالنے سے بھی ان کو نہ روکا جائے۔

محسن انسانیت ﷺ کی طرف سے نجران کے عیسائیوں کو جو مکتوب دیا گیا تھا اس میں بھی مذہبی آزادی کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے:

وَجَعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَعَهْدَهُ، وَأَنْ لا يُفْتَنُوا عَنْ دِينِهِمْ[19]

آپ ﷺ نے ان کو اللہ کا ذمہ اور عہد دیا، اور یہ حکم صادر فرمایا کہ ان کو دین سے متعلق نہ آزمایا جائے۔

غیر مسلم اقلیتوں کو ان کے مذہبی اعتقادات عبادات اور مذہبی مراسم وشعائر پر عمل کرنے کی مکمل اجازت ہوتی ہے۔ ریاست کو یہ حق حاصل نہیں کے مذہبی آزادی پر کوئی قدغن لگائے اور ان کے گرجوں، مندروں اور عبادت گاہوں اور مٹوں اور گوردواروں کو منہدم کرے بلکہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کرے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کے وہ دین کے معاملے میں جبر کرے اور دین کو بدلنے کے لیے زبردستی کرے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ ﴾[20]

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت وگمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے

دین کا تعلق اصلا عقیدۂ قلب سے ہے اور قلب پر جبر واکراہ کی گنجائش نہیں ہے اور ایمان کا تعلق اپنے ارادہ واختیار سے ہے جبر واضطرار پر نہیں اور ایک اور بات کے جزیہ کو بعض لوگوں نے اسلام میں جبر کی اصل سمجھا ہے حالانکہ اگر ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ جزیہ کی مشروعیت عین اس کے برعکس خود اس کی دلیل ہے کہ مقصود اصلی قانون اسلام اور حکومت اسلام کو غالب رکھنا ہے نہ کہ فرداً فرداً ہر کافر کو بہ جبر مسلم بنانا تو یہ نفی اکراہ فی نفسہ کے معارض نہیں اور یہ اکراہ بھی صورت دین پر ہوگا نہ کہ حقیقت دین پر کیونکہ قلب پر اطلاع کا کوئی یقینی راستہ نہیں اور اس نفی اکراہ سے نہی عن الاکراہ بھی لازم آگئی اس لیے بعض نے نہی کے ساتھ اس کی تفسیر کی ہے یعنی دین میں اکراہ مت کرو۔ جیسا کہ اندلس کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے:

"إن الإسلام لم يكره فردًا على تغيير عقيدته، كما فعلت الصليبية على مدار التاريخ في الأندلس قديمًا"[21]

تاریخ اس امر کی گواہ کے اسلامی فلاحی ریاست نے کسی فرد کو اپنے عقیدہ کی تبدیلی کے لیے مجبور نہیں کیا اور اس کے برعکس تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے اندلس کے مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے کے لیے مسیحیوں نے مجبور کیا

اور اسی آیت کی تفسیر میں وہب بن مسلم المصریؒ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله بمكة عشر سنين لا يكره أحدا في الدين"[22]

کہ نبی ﷺ مکہ میں دس سال تک رہے اور انہوں نے کسی شخص کو دین کے لیے مجبور نہیں کیا

ایسی تمام بستیاں جو اسلامی شہروں میں داخل نہیں ہیں ان میں اقلیتوں کو صلیب نکالنے ناقوس اور گھنٹے بجانے اور مذہبی جلوس نکالنے کی آزادی ہوتی ہے اگر ان کی عبادت گاہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں تو ان کی مرمت اور ان کی جگہوں پر نئی عبادت گاہیں بھی تعمیر کی جاتی ہیں۔ لیکن مسلم بستیوں میں جو دن مذہبی شعائر کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہیں انھیں کھلے عام مذہبی شعائر ادا کرنے اور دینی و قومی جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی جاتی البتہ عبادت گاہوں کے اندر انھیں مکمل آزادی حاصل ہو گی

اس کے علاوہ غیر مسلم اقلیتیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مذہبی درسگاہیں بھی قائم کر سکتی ہیں انھیں اپنے دین و مذہب کی تعلیم و تبلیغ اور مثبت انداز میں خوبیاں بیان کرنے کی بھی آزادی ہوگی۔

اسی ضمن میں ڈاکٹر حافظ محمد ثانی اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ اور رواداری میں رقمطراز ہیں:

"627ء میں پیغمبر اسلام ﷺ نے سینٹ کیتھرائن متصل کوہِ سینا کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ

- کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔
- کسی راہب کو اپنی خانقاہ سے نہ نکالا جائے۔
- کسی زائر کو اپنی زیارت سے نہ روکا جائے۔[23]

معاشی آزادی کا حق:

اسلام نے غیر مسلموں کو ان کی معاشی سرگرمیوں میں ان پابندیوں سے آزاد رکھا جو مسلمانوں پر عائد کی گئی ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے کہ شراب غیر مسلموں کے حق میں اس طرح ہے جس طرح مسلمانوں کے حق میں سرکہ اور خنزیر ان کے لیے اس طرح ہے جس طرح ہمارے لیے بکری۔[24] یعنی خنزیر اور شراب ان کے حق میں مال تصور کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے خنزیر یا شراب کو تلف کرے گا تو وہ اس کا تاوان ادا کرے گا[25]۔

مقدس مقامات کی حفاظت کا حق:

اسلام میں دوسرے مذاہب نے دیگر مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کا بھی خیال رکھا چنانچہ امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

لَا یُهْدَمُ لَهُمْ بِیْعَةٌ[26] ترجمہ: غیر مسلموں کے عباد خانوں کو نہ گرایا جائے۔

مقدس کتب کا تحفظ و احترام:

اسلام نے غیر مسلموں کے مذہبی اور مقدس کتب کا بھی تحفظ اور احترام کیا ہے، چنانچہ جب غزوہ خیبر کے موقع پر دیگر اموال غنیمت کے ساتھ توراۃ کے متعدد نسخے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو اس موقع پر محسن انسانیت ﷺ نے ان تمام صحیفوں کو ان کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔[27]

نتائج تحقیق:

1. دین اسلام امن و سلامتی، عدل و انصاف، اعتدال و میانہ روی، عفو و درگزر اور رواداری و عدم تشدد کا درس دیتا ہے۔
2. اسلام نے غیر مسلموں کے حقوق کے اتنا ہی پاس رکھا ہے جتنا کہ عام مسلمانوں کے حقوق کا رکھا ہے۔
3. اسلام نے غیر مسلموں کو جان، مال اور اہل و عیال کی حفاظت کا حق، مذہبی آزادی، معاشی آزادی، مقدس مقامات کی حفاظت کا حق، مقدس لٹریچر کے حفاظت کا حق اور عبادت گاہوں کی حفاظت کا حق دیا ہے۔
4. عصر حاضر میں عالمی میڈیا یہودی و نصرانی لابی کے ہاتھوں میں پل رہا ہے۔ اور وہ دین اسلام کو اس کی اصل

تعلیمات کے برعکس پیش کر رہی ہے۔

5. اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں مسلمانوں کے حقوق کا تصور بہت ہی مختصر ہے، دیگر مذاہب میں مسلمانوں کو وہی حقوق حاصل نہیں جو اس مذہب کے پیروکاروں کو حاصل ہے۔

سفارشات:

1. اہل علم کو چاہیے کہ جس طرح علمی میدان میں انہوں نے عالمی میڈیا کے جھوٹے پروپیگنڈوں کو تحریر و تقریر کے ذریعے بے نقاب کیا ہے اسی طرح میڈیا کے فورم پر بھی ان کے سازشوں کو بے نقاب کرنے کی اشد ضرورت اور وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے۔
2. عصر حاضر میں غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق پائے جانے والی افراط و تفریط کا سد باب کرنا چاہیے کیونکہ اس کے وجہ سے پرامن بقاء باہمی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔
3. غیر مسلموں کے حقوق کے سے متعلق تفصیلی تحریرات مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے حقوق سے متعلق حدود وقیود کا تعین کیا جاسکے۔ خاص طور پر اقلیتوں کے حقوق پر تفصیل مقالات لکھنے کی ضرورت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 البقرۃ:۲۵۶
Sūrah al Baqarah, 256

2 آسان ترجمہ قرآن شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی
Muftī Taqī Usmānī, *Āsān Tarjama Qur'ān*

3 ٹی ڈبلیو آرنلڈ: دعوتِ اسلام طبع کردہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ص: ۳۹۸ سن طبع ۱۹۷۲
T. W. Arnald, *Da'wat-e-Islām*, (Lahore: Endowment Department Punjab, 1972), p: 398

4 وقار احمد: غزواتِ سرور عالم، تاج کتب خانہ قصہ خوانی پشاور، ص: ۲۸۷ دسمبر ۱۹۹۴
Waqar Aḥmad, *Ghazawāt-e-Sarwar-e-Ālam*, (Peshawar: Tāj Kutub Khāna, Dec. 1994), p: 287

5 Karen Armstrong, Muhammad a Western Attempt to Understanding Islam, (London 1992), p: 266

6 اسد سلیم شیخ: رسول اللہ کی خارجہ پالیسی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲، ص: ۱۷۱۔
Asad Salīm Sheikh, *Rasūlullah kī Khārjah Policy*, (Lahore: Sang-e-Mīl Publications, 1992), p: 171

7 ڈاکٹر خالد علوی: انسانِ کامل، الفیصل ناشرانِ کتب لاہور، ص: ۳۰۰ و ۳۱۰ طبع چہارم ۲۰۰۲
Dr. Khalid Alvī, *Insān-e-Kāmil*, (Lahore: Al Faisal Nashir ā n, 4th Edition, 2002), p: 300, 310

8 ایضاً

Ibid.

9 محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسی (المتوفی: ۲۷۹ھ) سنن الترمذی، ۴/۲۵ تحقیق و تعلیق: احمد محمد شاکر (ج: ۱، ۲) ومحمد فؤاد عبد الباقی (ج: ۳) وإبراہیم عطوۃ عوض المدرس فی الأزہر الشریف (ج: ۴، ۵) الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی - مصر الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۳۹۵ھ - - ۱۹۷۵ م

Al Tirmidhī, Muḥammad bin Eīsa, *Al Sunan*, (Egypt: Maṭba'ah Muṣṭafa al Bābī al Ḥalabī, 2nd Edition, 1975), 4: 25

10 امام ابو یوسف: کتاب الخراج، ص: ۱۲۵ دارالمعرفہ بیروت لبنان ۱۳۹۹ھ

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, (Lebonan: Dār al Ma'rifah, 1399), p: 125

11 بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح، کتاب الجہاد، باب اثم من قتل معاہداً بغیر جرم، ج: ۱، ص: ۴۴۸

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*, 1: 448

12 سنن أبی داود، ابو داود سلیمان بن الأشعث، (م ۲۷۵ھ) کتاب الخراج والامارۃ والفئ، بابٌ فی تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ط-ن، ج: ۳، ص: ۱۷۰، رقم ۳۰۵۲

Abū Dāwūd, Sulaymān bin Ashath, *Sunan Abī Dāwūd*, (Beirut: Al Maktabah al 'Aṣariyyah), Ḥadīth # 3052

13 ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، السنن، کتاب الاطعمۃ، باب النہی عن اکل السباع، ج: ۳، ص، ۳۵۶، رقم ۳۸۰۶

Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth # 3806

14 إبو العباس شہاب الدین احمد بن إدریس بن عبد الرحمٰن المالکی الشہیر بالقرافی (المتوفی: ۶۸۴ھ) ص: ۵۳۴ الفروق = إنوار البروق فی إنواء الفروق والناشر: عالم الکتب، س ط ن

Al Qarāfī, Aḥmad bin Idrīs, *Al Furūq: Anwār al Burūq fī Anwā' al Furūq*, (Ā lam al Kutub), p: 534

15 ابن جریر طبری: تاریخ الامم والملوک، المعارف بیروت، ج: ۵، ص: ۲۴۰۵

Al Ṭabarī, Ibn Jarīr, *Tārikh al Umam wal Mulūk*, (Beirut: Al Ma'ārif), 5: 2405

16 آل عمران، ۱۱۰

A'l e imran, 110

17 إبو العباس شہاب الدین احمد بن إدریس بن عبد الرحمٰن المالکی الشہیر بالقرافی (المتوفی: ۶۸۴ھ) ص: ۵۳۴ الفروق = إنوار البروق فی إنواء الفروق والناشر: عالم الکتب س ط ن

Al Qarāfī, Al Furūq: Anwār al Burūq fī Anwā' al Furūq, p: 534

18 امام ابو یوسف: کتاب الخراج، ص: ۱۴۳

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, p: 143

19 فتوح البلدان المؤلف: إحمد بن یحییٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری (المتوفی: ۲۷۹ھ) الناشر: دار ومکتبۃ الہلال- بیروت عام النشر: ۱۹۸۸م

Al Balādharī, Aḥmad bin Yaḥya, *Futūḥ al Buldān*, (Beirut: Dār al Hilāl, 1988),

20 سورہ البقرۃ ۲: ۲۵۶

Sūrah al Baqarah, 256

[21] الجلعود، محماس بن عبداللہ بن محمد، الموالاۃ والمعاداۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ، دار الیقین للنشر والتوزیع، (ط ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷م، ج:۲ص:۶۰۹

Al Jal'ūd, Maḥmās bin 'Abdullah, *Al Mawālāt wal Ma'ādāt fī al Sharī'ah al Islāmiyyah,* (Dār al Yaqīn lil Nashr wal Tawzī', 1987), 2: 609

[22] مسلم المصری، ابو محمد عبداللہ بن وہب بن القرشی ، تفسیر القرآن من الجامع لابن وہب، (المتوفی: ۱۹۷ھ) دار الغرب الاسلامی ط ۲۰۰۳،

ج:۲ ، ص:۱۲۳

Muslim al Miṣrī, 'Abdullah bin Wahab, *Tafsīr al Qur'ān min al Jāmi'*, (Dār al Gharb al Islāmī, 2003), 2: 123

[23] ڈاکٹر خالد علوی: انسانِ کامل، الفیصل ناشرانِ کتب لاہور، ص: ۳۰۰و۳۱۰ طبع چہارم ۲۰۰۲

Dr. Khalid Alvī, *Insān-e-Kāmil,* p: 300, 310

[24] کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام (المتوفی: ۸۶۱ھ-) فتح القدیر، الناشر: دار الفکرالفصل فی غصب

مالایتقوم، ص: ۳۶۰، س ط ن، م ن

Ibn al Humām, Muḥammad bin 'Abd al Wāḥid, *Fatḥ al Qadīr*, (Beirut: Dār al Fikr), p: 360

[25] ردالمحتار، ص: ۲۷۳/۶بحوالہ اسلامی ریاست میں ذمیوں کے حقوق، از مولانا مودودی، ص: ۱۴

Radd al Muḥtār, 6: 273. Mowlānā Modūdī, Islāmī Riyāsat me Dhimiyyon k Ḥuqūq, p: 14

[26] امام ابویوسف: کتاب الخراج، ص: ۱۴۳

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, p: 143

[27] ندوی، سید سلیمان، نبیٔ رحمت ﷺ ص: ۴۱۴

Nadvī, Sayyid Sulaymān, *Nabī-e-Raḥmat*, p: 414